ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن نقشبندی

جیش اسامہ کے قبائل عرب اور بازنطینوں پر اثرات

جیش اسامہ کے روانگی سے کچھ ہی دن پہلے بازنطینی سلطنت ساسانیوں پر شاندار فتح حاصل کرچکی تھی، اور جس وقت جیش اسامہ اپنی مہم میں مصروف تھی، قیصر روم فتح کی خوشی میں اپنے نذر کو پورا کرنے کی غرض سے حمص (فلسطین) میں موجود تھا۔ ساسانی طاقت شکست خوردہ تھی، رومی فتح کے نشہ میں مست تھے، ایسے حالات میں جب حضرت اسامہ اسلامی لشکر لے کر روانہ ہوتے، تو قبائل عرب کو حیرت ہوتی، تعجب سے انگشت بدندان تھے، کہ اب مسلمان اتنے طاقتور ہوچکے ہیں کہ اتنی بڑی اور عظیم طاقت کے عملداری میں حملہ کی تیاریاں کرکے روانہ بھی ہوچکے ہیں۔ حضرت اسامہ کے راستہ میں جس قبیلہ پر گذرتے، اور وہ قبیلہ ارتداد کا ارادہ رکھتا بھی تھا۔ تو اسکو دہشت ہوجاتی، اور آپس میں کہتے کہ اگر ان میں طاقت نہ ہوتی، تو ایسے وقت میں دوسروں پر کبھی لشکرکشی نہ کرتے، اس لئے ان کو رومیوں سے لڑنے دو، اگر وہاں شکست کھاجاتے ہیں، تو خود بخود ختم ہوجائیں گے، ورنہ ایسے لوگوں سے

مقابلہ کرنا جو اتنے طاقت ور ہوں خلاف عقل ہے[1]۔ یہ اندرونی اثر تھا۔

دشمن کے منہ سے صدیقیت کا اعتراف

قیصر روم اس قدر متاثر ہوا، کہ اس نے ملک کے بطارقہ (بشپ پادری) کو جمع کیا، اور کہا۔

ھذا الذی حذرتکم فابیتم ان تقبلوہ منی، قد صارت العرب تأتی من مسیرۃ شھر، فتغیر علیکم، ثم تخرج من ساعتھا[2]

دیکھو یہ وہی لوگ ہیں، جن سے میں تم کو خبردار کرتا تھا، لیکن تم نہیں مانتے تھے، ان عربوں کی ہمت کو اور جرأت کو تو دیکھو، ایک مہینہ کی مسافت پر آکر تم پر چھاپہ مارتے ہیں۔ اور صحیح وسلامت اسی وقت واپس بھی چلے جاتے ہیں۔

یہ اس وقت کے فاتح اور عظیم طاقت کے سربراہ کے الفاظ ہیں اور یہی صدیقیت کا عظیم کارنامہ ہے۔ کہ کس طرح غیر اختیاری اور غیر ارادی طور پر عظیم طاقت کے سربراہ سے اعتراف کراتی ہے۔ اب صحابہ کے سامنے صحیح صورتِ حال سامنے آتی ہے۔ کہ کیوں صدیق اکبر جیش اسامہ کے روانگی پر مصر تھے، اور کیوں حضرت عمرؓ اتنے ناراض ہوتے ہیں، کہ ان کی ڈاڑھی غصہ کی حالت میں بگڑتے ہیں[3]۔ بازنطینی سلطنت میں تہلکہ مچ جاتا ہے، رومیوں کے دل اسلام اور مسلمانوں کے رعب اور دبدبہ سے خوفزدہ ہوتے ہیں

---

[1] تاریخ ابن عساکر جلد ۱ ص ۱۲۵

[2] ایضاً جلد ۱ ص ۱۲۴

[3] طبری۔ القاہرہ، مطبعۃ الحسینیۃ جلد ۳ ص ۲۲۲

رومیوں کا اسلامی سرحدات پر پہرہ مقرر کرنا

جیش اسامہ کے اچانک اور برو قت حملہ اور کامیاب واپسی نے رومیوں پر یہ اثر ڈالا۔ کہ ہرقل قیصر روم کے بھائی کے تجویز پر رومی سرحدات کے حفاظت کے بہانے مسلمانوں کے خلاف مستقل فوجی دستوں کو متعین کیا یہ فوجی دستہ مسلمانوں کے دوبارہ بازنطینوں پر حملہ تک مسلسل مقام بلقاء میں مقیم رہے اور قبائل قضاعہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر دومتہ کی طرف منتقل ہو کر ودیعہ کے پاس جمع ہو گئے۔[1]

قبیلہ کلب اور قضاعہ کا انجام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے وقت کلب اور قضاعہ پر امرء القیس بن اصبغ الکلبی اور قین پر عمرو بن الحکم اور سعد ہذیم پر معاویہ بن غلان الوائلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل تھے، ان میں امرء القیس اور عمرو بن الحکم اسلام پر قائم رہے۔ ودیعۃ الکلبی اپنے قبیلہ کلب کے متبعین کے ساتھ اور معاویہ الوائلی سعد ہذیم کے متبعین کے ہمراہ مرتد ہو گئے[2]۔ جس طرح جنوب میں اسود عنسی، مسیلمہ، طلیحہ اسدی، سجاح ساسانیوں کے اشارہ پر بغاوت میں مصروف تھے۔ اسی طرح شمال میں قضاعہ کے بغاوت سے بخوبی یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ ان کی بغاوت بازنطینوں کے اشارہ پر تھی، جنوب و شمال میں ساسانیوں اور بازنطینوں کے بیک وقت شورش برپا کرنے سے اس امر کی واضح نشاندہی ہوتی ہے کہ ان دو عظیم طاقتوں کے مابین کوئی خفیہ معاہدہ طے پا چکا ہے اور انہوں نے آپس میں سمجھوتہ کر لیا ہے۔ کہ ہر حکومت اپنے زیر اثر قبائل کو ریاست مدینہ کے خلاف حملے کے لئے تیار کر کے اس

---

[1] ایضاً جلد ۳ ص ۲۲۲

[2] طبری، القاہرہ، مطبعۃ الحسینیۃ المصریۃ، جلد ۳ ص ۲۱۳

ابھرتے ہوتے ریاست کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں طاقتوں کے اس توسیع پسندانہ عزائم کو پہلے ہی بھانپ چکے تھے اور آپ نے اس عظیم خطرہ کو محسوس کر لیا تھا۔ چنانچہ جنوبی خطرہ کے لئے وہاں کے مقیم مسلمانوں سے خط و کتابت کی، اور شمالی خطرہ کے خلاف ایک عظیم لشکر اسامہ کی سرکردگی میں ترتیب دے کر روانہ فرمایا، اس طرح اسلامی سرحدات کا دفاع اندرون ملک نہیں، بلکہ دشمن کے علاقوں میں گھس کر کی، تاکہ دشمن کو مدینہ پر حملہ کی ہمت اور جرات نہ ہو، ان دونوں طاقتوں نے بغاوت کا وقت آپ کے وفات کو مقرر کیا تھا۔ کہ جونہی آپ کی وفات ہو تمام قبائل عرب شمالاً و جنوباً مل کر شورش اور بغاوت برپا کر کے مسلمانوں کو سنبھلنے اور سوچنے کا موقعہ ہی نہ دو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بیک وقت شمال اور جنوب میں فوجی اقدامات کو ترتیب دے کر وفات کے بعد جو بغاوتوں، شورشوں اور ارتداد کا سدباب اور اس کے کچلنے کا پورا پورا انتظام فرمایا تھا۔ ان تمام معاملات میں صرف صدیق اکبرؓ ہی آپ کے راز داں تھے، صدیقیت ہی ان رازوں کو جان سکتی تھی، دیگر صحابہؓ کی توجہ ان امور کی طرف نہ تھی۔ یہی وجہ تھی صدیق اکبرؓ کامل یقین، پورے عزم و استقلال سے آپ کے اقدامات کو جاری رکھنے پر اصرار کرتے ہیں۔

جیش اسامہ قبائل قضاعہ پر ایسے وقت میں پہنچی کہ ابھی تک یہ لوگ ارتداد اور بغاوت کے لئے پر تول ہی رہے تھے، اچانک اور غیر متوقع طور پر نہایت سرعت کے ساتھ اسامہ سفر کر کے ذی المروہ پہنچتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق قبائل قضاعہ اور آبل پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ وسط قضاعہ میں جا کر مخالفین کا قلع قمع کرتے ہیں۔ اس علاقے سے ابھرنے والی سازش کو ختم کرتے ہیں[1] اس کے بعد حمقتین پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ جذام کے بنی الضب ہیں اور لخم کے بنی خلیل

---

[1] طبری القاہرہ، مطبعۃ الحسینیۃ المصریۃ، جلد ۳ ص ۲۱۳

اور انکے تواح میں نہایت سرعت کے ساتھ اچانک حملہ کرتے ہیں[ا]۔ کامیابی سے ہمکنار ہوتے ہیں۔ اس مہم کے دوران مجاہدین کا جانی نقصان بھی نہیں ہوا۔ نہایت شاندار کامیابی کے ساتھ صحیح وسالم مدینہ واپس ہوتے ہیں۔ قیام اور واپسی کے مدت کے علاوہ یہ مہم صرف چالیس روز میں انجام دی۔ وکان فراغه فی اربعین یوما سوی مقامه ومنقلبه راجعا[۲] اس کو قیصر روم اپنے الفاظ میں بطارقہ کو جمع کر کے کہتا ہے کہ مسلمان ایک مہینہ کی مسافت پر آکر تم پر چھاپہ مارتے ہیں۔ اور صحیح وسلامت چلے جاتے ہیں۔

ساسانیوں پر اس مہم کے اثرات

اس کا اثر ساسانیوں اور ٹڑدس کے دیگر قبائل میں انکے ایجنٹوں اور وظیفہ خوار سرداروں پر ہونا بھی یقینی امر ہے۔ انہوں نے ضرور یہ محسوس کیا ہوگا۔ کہ مسلمانوں کی اتنی بڑی طاقت ہے کہ ان سے ایسی عظیم اور فاتح طاقت (جو ابھی ابھی ساسانیوں پر فتح حاصل کر چکی ہے) ابھی مرعوب اور خوف زدہ اور اس قدر دہشت زدہ ہے کہ اب ان کو سرحدات کے تحفظ کے لئے اسلامی ریاست کے سرحدوں پر فوج کو متعین کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔

مسلمانوں کے قلوب میں نیا جوش اور ولولہ پیدا کرنا

جیش اسامہ کی کامیاب حملہ اور واپسی پر جہاں دشمن انگشت بدنداں تھا، وہاں مسلمانوں کے قلوب ان عظیم طاقتوں کا خوف وہراس بالکل جاتا رہا۔ یہود ونصاریٰ کی سازش ناکام ہوئی۔ دشمن کو اپنی سرحدوں کی حفاظت کی فکر دامن گیر ہوئی،

۱۔ ایضاً ——— ایضاً ——— جلد ۳ ص ۲۲۲

۲۔ ایضاً ——— ایضاً ——— جلد ۳ ص ۳ ص ۲۱۳

ابن عساکر جلد ا ص ۱۴۴

قبائل عرب سے وہ دہشت اور خوف دور ہوا جو ان عظیم طاقتوں کے کئی صدیوں کی غلامی کی وجہ سے ان پر طاری تھا۔

مسلمانوں میں ایک نئی روح پھونک دی، اور اب یہ ثابت ہوا کہ ابوبکر صدیقؓ کیوں اس مہم کے جاری رکھنے پر بضد تھے۔ صحابہ پر رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے وفات کے فوراً بعد جو مایوسی اور پریشانی طاری تھی، وہ ایک نئے ولولہ اور جوش میں تبدیل ہوگئی، دشمن کو اپنے علاقوں کے حفاظتی انتظام میں مصروف کرکے ابوبکر صدیق کو مرتدین مانعین زکوٰۃ جھوٹے مدعی نبوت اور قیصر وکسریٰ کے وظیفہ خوار سرداروں کی بغاوت فرد کرنے اور سرکوبی کے لئے نئے جوش وخروش سے تیاری کا موقعہ ہاتھ آیا۔ اس کو حضرت ابو ہریرہؓ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: والذی لا الہ ھو لولا ابابکر استخلف ما عبد اللہ وحدہ لاشریک کی قسم اگر ابوبکر خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت ہرگز نہ کی جاتی[1] منٹگمری واٹ لکھتے ہیں کہ پیغمبر اسلام نے اس بات کو محسوس کرلیا تھا، کہ جب تک شام کی طرف مہمیں روانہ نہیں کی جائیں گی، عرب قبائل پُرامن نہیں رہ سکتے ہیں۔ ابوبکرؓ اس کی سیاسی اہلیت سے واقف تھے اسی وجہ سے باوجود شدید مخالفت اور سخت خطرات کے انہوں نے اسامہ کی زیر قیادت ایک بڑا لشکر شام روانہ کیا[2] ولیم میور ان الفاظ سے حضرت ابوبکرؓ کی صدیقیت کا اقرار کرتا ہے، کہ ابوبکرؓ کا یہ عمل انتہائی سیاسی دانشمندی پر مبنی تھا۔ کیونکہ اس نے اسلام کے اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے دل پر اسلام کی سیاسی طاقت و قوت کی دھاک بٹھا دی[3]۔ خود حضرت ابوبکر صدیقؓ اس اہلیت کی طرف یوں اشارہ فرماتے ہیں۔

---

[1] تاریخ ابن عساکر جلد ا ص ۱۲۴

[2] انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ا ص ۸۱

[3] P. 42

والذی نفسی بیدہ لوظننت ان السباع تأکلنی بالمدینۃ لانفذت هذا البعث ولابد ان یذوب منہ۔ کیف ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینزل علیہ الوحی من السماء یقول انفذ دا۔

جیش اسامہ۔ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس ذات کی قسم! اگر میں یہ یقین کرلوں کہ مدینہ میں درندے مجھے کھا جائیں گے، تب بھی اس مہم کو جاری رکھوں گا۔ اور اس کو ضرور جاری رہنا چاہیئے، یہ کیسے جب کہ آپ پر وحی آسمان سے نازل ہوتی تھی۔ کہتے ہیں، کہ جیش اسامہ کو روانہ کرو۔

یہی مقام صدیق اور صدیقیت کی شان ہوتی ہے۔ صدیق وحی کے مضمرات سمجھکر بلا تردد اس کی تصدیق کرتا ہے۔ اور لیت ولعل شک وشبہ کے بالکل قریب نہیں جاتے جس طرح یقین کامل کے ساتھ اقرار نبوت ورسالت اور بعد میں اعلان اسلام اور اظہار اسلام کیا[1]۔ واقعہ اسریٰ اور معراج میں لوگوں کو تردد پیش آیا[2] صلح حدیبیہ کے مضمرات سے واقف نہ ہونے کی بناء پر صحابہ متردد تھے[3] لیکن صدیق اکبرؓ حقیقتاً صدیق اکبرؓ تھے نہ شک پیش آیا نہ شبہ، اسی طرح جیش اسامہ کی روانگی پر اصرار کرنا اور اسکو جاری رکھنا صرف صدیق کا کارنامہ تھا۔ صدیق کا یقین کامل درجہ کا ہونا ہے۔ پورے عزم واستقلال سے نبی کے ہر قول وفعل اور عمل کی تصدیق کرنا ہے۔ دوسروں پر دلائل سے اس کی حقانیت واضح کر دیتا ہے۔ صدیق دوسروں کے اعتبار سے نبی کے بہت قریب ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ صرف ابو بکر ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقدامات کی اہلیت سے واقف تھے۔

---

[1] ازالۃ الخفا۔ شاہ ولی اللہ۔ کراچی، قرآن محل۔ مقصد دوم ص ۲۲

البدایہ والنہایہ۔ ابن کثیر، جلد ۳ ص ۲۷، ۲۹، ۳۰

ریاض النضرہ جلد ا ص ۸۵۔

[2] الاکتفاء فی مغازی رسول اللہ۔ جلد ا ص ۳۸۰۔

[3] بخاری۔ مطبعہ الہاشمی میرٹھ، جلد ا ص ۳۸۰۔

سرحد عراق پر مسلمانوں کا سرگرم عمل ہونا

مثنی بن حارثہ الشیبانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر مسلمان ہو چکے تھے۔ انہی ایام میں جبکہ ابوبکر صدیق داخلی بغاوتوں سے نبرد آزما تھے۔ مثنی بن حارثہ سرحد عراق پر ایرانیوں کے خلاف شب خون مارتے رہے۔ اور ابلہ جو مشہور بندرگاہ اور اہم مرکز تھا، تاخت و تاراج کر کے جنگلات میں چھپ جایا کرتے تھے[1] اس طرح دونوں محاذوں پر قیصر و کسریٰ کے خلاف اسلامی لشکر موجود تھا۔ دشمن یہی سوچتا رہا۔ کہ اگر گھروں سے نکلتے ہیں۔ تو ابوبکر ہمارے گھروں پر قبضہ کرلیں گے۔ لہٰذا اپنے گھروں کی حفاظت کرو۔

یہ بھی جنگی منصوبہ بندی کے اصولوں میں شامل ہے۔ کہ دشمن کو اس طرح خوفزدہ کیا جائے کہ وہ ایک دوسرے کو کمک اور رسد نہ پہنچا سکے، اور ہر ٹولی کو الگ الگ محاذوں پر شکست دی جا سکے، یہ ایک جنگی نقشہ تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود تیار فرمایا، آپ نے وفات کے بعد کے حالات سے پوری طرح باخبر تھے۔ قیصر و کسریٰ کی ریشہ دوانیوں کو اچھی طرح سے جانتے تھے، اب ضرورت اس بات کی تھی، کہ آپ کے تیار کردہ نقشہ کو کوئی سمجھے اور اس پر کامیابی سے بے خوف و خطر ہو کر عمل کرے، یہی کام صدیق اکبر نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے انجام دیا، دوسرے صحابہ کی توجہ اس طرف نہ تھی۔

مہم جیش اسامہ نے غزوہ موتہ کے اثرات ختم کر دے، صدیق اکبرؓ نے روانگی کے وقت حضرت اسامہ کو اس امر کی تاکید کی تھی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] فتوح البلدان۔ القاہرہ، ص، ص ۲۹۵ ۔ حضرت ابوبکر صدیق کے سرکاری خطوط خورشید فاروق ص ۹۱ ۔

کے فرمان کے مطابق عمل کریں۔ جیسا آپ نے فرمایا ویسا ہی کرنا۔ اور اس حکم کی تعمیل میں ذرا برابر کوتاہی نہ کرنا۔ آپ نے اسامہ کو وصیت کی تھی، ان یوطی الخیل تخوم البلقاء والداروم من ارض فلسطین۔ فلسطین کی سرزمین میں بلقار اور دارروم کے جو علاقے ہیں۔ انکو اچھی طرح سے پامال کرنا[1] ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے۔ وامرہ ان یوطئی من آبل الزیت من مشارف الشام الارض بالاردن - اردن کی سرزمین جو شام کی سرحدوں میں آبل الزیت کے علاقوں میں ہے۔ اس کو پامال کرنا[2]

جیش اسامہ تین ہزار مہاجرین وانصار پر مشتمل تھا۔ قبائل قضاعہ پر مدینہ کے شمال میں اچانک وارد ہوا۔ یہاں سے وادی القری پہنچ کر آپ کے حکم کے مطابق تحقیقات کے لئے دو آدمی روانہ کئے، یہ تحقیقات آدمی ابنی تک (جو وادی القری سے دو دن کے مسافت پر ہے) تحقیقات کے بعد پہنچے ہی تھے کہ حضرت اسامہ مع لشکر کے پہنچ گئے، ان سے حالات معلوم کرکے حملہ کا حکم دے دیا، مجاہدین سے خطاب بھی فرمایا، کہ حملہ کے لئے تیار ہوجاؤ۔ دشمن اگر بھاگ پڑے تو اس کا پیچھا نہ کرنا۔ آپس میں اتحاد قائم رکھنا۔ ہلکی آواز سے بولنا۔ اللہ کو اپنے دلوں میں یاد کرنا۔ اور تلواریں جب ایک بار نیام سے نکال لو۔ پھر جب تک تم اپنے دشمن کا جو تم پر ہتھیار اٹھائے ہوتے ہے سر قلم نہ کردو، ان تلواروں کو نیام میں مت رکھنا حملہ شروع ہوتا ہے۔ دشمن مقاومت کی تاب نہ لاسکا۔ فتح کا اعلان کر دیا، اس وقت حضرت اسامہ سبحہ نامی گھوڑے پر سوار تھے۔ جس پر انکے والد زید بن حارثہ شہادت کے وقت غزوہ موتہ میں سوار تھے[3]

---

[1] ... ابن عساکر ... طبری۔ القاہرہ، جلد ۲ ص ۲۱۳۔

[2] طبری۔ القاہرہ، مطبعۃ الحسینیۃ المصریہ، جلد ۳ ص ۱۸۸۔

[3] سیرت ابن ہشام القاہرہ، مصطفی البابی الحلبی جلد ۲ ص ۳۸۲۔

غزوہ موتہ میں رومیوں کے نرغہ سے خالد بن ولیدؓ کی امارت میں مسلمان نکل کر جب مدینہ واپس ہوتے تھے، اس وقت اہلِ مدینہ اس ظاہری شکست پر بہت برافروختہ تھے۔ جیش پر مٹی ڈالتے اور کہتے، یا فرار، فررتم فی سبیل اللہ ای بھگوڑو! کیا تم اللہ کے راستہ میں بھاگ کھڑے ہوتے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا، ارشاد فرمایا کہ لیسوا بالفرار ولکنہم الکرارون ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بھگوڑے نہیں ہیں۔ بلکہ دوبارہ حملہ کرنے والے ان شاء اللہ تعالیٰ۔ یہی ہوا، مقامی لوگوں کے نشاندہی پر حضرت اسامہؓ نے اپنے باپ کے قاتل کو پکڑا، اور اسے قتل کر ڈالا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی درست ثابت ہوئی۔ غزوہ موتہ کے شکست کے اثرات بالکل مٹادیئے اور فاتح کی حیثیت سے مدینہ میں داخل ہوئے [۲]

مجاہدین کا استقبال

واپسی پر وادی القریٰ پہنچکر مہم کی کامیابی کی اطلاع حضرت ابوبکر صدیقؓ کو دیدی۔ حضرت صدیقؓ اطلاع ملنے پر مع صحابہ کرامؓ اور خواتین کے استقبال کے لئے مدینہ سے باہر موجود تھے۔ چونکہ اس مہم میں ایک مسلمان کا بھی جانی نقصان نہیں ہوا تھا۔ اسلئے صحابہؓ مسرور تھے، حضرت اسامہؓ مدینہ میں اس شان سے داخل ہوئے، کہ اپنے باپ زید بن حارثہؓ کے گھوڑے پر سوار تھے۔

---

۱ سیرت ابن ہشام القاہرہ، تاریخ ابن عساکر جلد ا ص ۱۲۳ - ۱۲۴۔

۲ ایضاً ایضاً

یہ گھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وفات سے چند دن قبل حضرت اسامہؓ کے حوالہ کر چکے تھے اور حضرت بریدہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کا وہی پرچم اٹھائے ہوئے تھے۔ جو آپؐ نے وفات سے قبل اسامہؓ کے سپرد کیا تھا۔ جس کے متعلق حضرت صدیق اکبرؓ نے جیش اسامہ کے جاری نہ رکھنے والوں سے کہا تھا، کہ جس پرچم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے۔ میں اس کو ہرگز نہ کھولونگا۔

یہ حضرت صدیقؓ کی خلافت کے بعد پہلی کامیابی تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیار کردہ خاکہ کو کامیابی سے سرانجام دیکر صدیقیت کے سیف قاطع سے اعدائے اسلام کے ہر سازش کو ناکام اور باطل کے ہر وار کو ناکارہ بنادیا۔ ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء۔

صلاة الليل

انہی نوافل میں تہجد کی نماز بھی ہے۔ جان لینا چاہیئے کہ آخری شب کا وقت وہ سکون وقت ہے کہ اس وقت انسان کا دل پریشان کن۔ تشویش انگیز اشتغال سے پاک وصاف ہوتا ہے اس وقت اسکو سکون اور دلچسپی میسر ہوتی ہے آواز شور و شغب سے خالی ہوتی ہے اور لوگوں کے سونے کا وقت ہوتا ہے۔ ریا۔ سُمعہ یعنی نمائش وغیرہ سے پاک ہوتا ہے۔ اور طاعات و عبادات کے لیے جس فراغت۔ یکسوئی اور توجہ قلب کی ضرورت ہے وہ اس وقت بہترین طریقہ پر حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

وصلوا بالليل والناس نيام * لوگ سوئے ہوئے ہوں اس وقت تم نماز پڑھو۔
(حجۃ اللہ البالغہ)

لہ تاریخ ابن عساکر جلد اص ۱۲۳ - ۱۲۴